AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com

Vol. 3, No.1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

معظم سدا معظمؔ کی نعت میں علم بدیع: ایک مطالعہ

محمد اخلاق

پی ایچ ڈی سکالر، قرطبہ یونی ورسٹی، ڈی آئی خان

ڈاکٹر گل عباس اعوان

اسسٹنٹ پروفیسر قرطبہ یونی ورسٹی، ڈی آئی خان

Abstract:

The science of Ilm al-Badi‘ *holds significant importance in Urdu Naat poetry, as it enhances the aesthetic beauty, eloquence, and expressive power of poetic language. This study examines the use of* Ilm al-Badi‘ *in the Naat poetry of* ***Muazzam Sada Muazzam****. The primary objective is to identify and analyze the prominent rhetorical and figurative devices employed in his Naats and to explore their literary and semantic effects. The study reveals that Muazzam Sada Muazzam skillfully employs devices such as allusion, antithesis, paronomasia, poetic justification, and semantic association to enrich his poetic expression. These rhetorical devices contribute to the depth of meaning, artistic beauty, and emotional impact of his Naat poetry. His use of these devices reflects a harmonious combination of traditional poetic aesthetics and sincere religious devotion. The study also highlights how rhetorical techniques strengthen the thematic and emotional dimensions of his Naat poetry and enhance its communicative effectiveness. Furthermore, the analysis demonstrates that his mastery of* Ilm al-Badi‘ *enables him to present profound ideas of love, reverence, and devotion in an aesthetically appealing manner. The study concludes that* Ilm al-Badi‘ *in his poetry is not merely an ornamental feature but an effective means of expressing devotion, reverence, and love for the Holy Prophet Muhammad (ﷺ)*

.

(عالمِ دین، حافظِ قرآن، مفتی، شاعر، ادیب، خطیب، مصنف و محقق) کا اصل نام معظم سدا، تخلص مُعظمؔ جبکہ ادبی نام مفتی معظم سدا معظمؔ ہے۔ اِن کی پہلی نعتیہ تخلیق، سجودِ قلم (نعتیہ دیوان) 2022ء میں نعت آشنا، پبلی کیشن، لاہور سے شایع ہوا۔ اس میں ایک حمد اور ایک سو تیرہ (113) نعوت شامل ہیں۔ یہ دو سو اٹھاسی (288) صفحات پر مبنی ہے۔

اِن کا دوسرا نعتیہ مجموعہ "فداک" فروری 2025ء میں؛ نعت آشنا، پبلی کیشن، لاہور سے شایع ہوا۔ اِس مجموعہ نعت میں ایک حمد، چوراسی نعوت اور گیارہ مناقب شامل ہیں۔ یہ مجموعہ دو سو بیس (220) صفحات پر مشتمل ہے۔ دونوں مجموعے اُردو ادب کی معتبر شخصیات سے تحسینِ شعر حاصل کیے ہوئے ہیں۔ اِن کا شمار عصرِ حاضر کے اہم نعت گو شعراء میں ہوتا ہے۔ ڈاکٹر ریاض مجید نے انھیں عصرِ حاضر کی اردو نعت کے ارکانِ خمسہ میں شمار کیا ہے۔ انھوں نے موضوعاتِ نعت کے ضمن میں قرآنِ حکیم سے کافی استفادہ کیا۔ جس کا بخوبی اظہار قرآنی تلمیحات سے ہوتا ہے۔ اِن کی نعوت میں تعلیماتِ مصطفےٰؐ، تصوف اور فقہ کے پہلو بھی موجود ہیں۔ ان کی نعوت و مناقب فنی لحاظ سے بھی عمدہ ہیں۔ ان کے کلام میں معانی، بیان و بدیع، علامت، تراکیب، روزمرہ و محاورہ اور ضرب الامثال کا استعمال نہایت قرینے سے ہوا ہے۔

وہ علم جس میں کلام کی لفظی و معنوی خصوصیات بیان کی جائیں اُسے علمِ بدیع کہتے ہیں۔ یہ شاعری کا زیور ہے؛ اور زیور تب سجتا ہے جب صورت عمدہ ہو۔ کلام میں یہ علم اُس وقت حُسن و تاثیر کا باعث بنتا ہے؛ جب علم معانی اور علمِ بیان کا موزوں و بر محل استعمال ہوا ہو۔ "بدیع ایک علم ہے کہ اِس سے چند اُمور ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ وہ کلام کی خوبی کے باعث ہیں۔ اور اِن اُمور سے خوبی کلام کی جب ہے کہ پہلے علمِ معنی اور علمِ بیان کے قواعد سے مُزین ہو چکا ہو۔ کس واسطے اگر کلام ایسا نہ ہو گا تو اُن اُمور کو کلام میں استعمال کرنا ایسا ہے کہ جیسے ایک بدصورت کو زیور پہنا دیں۔" (1)

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No.1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

یہ علمِ بلاغت کا تیسرا اہم شعبہ ہے۔ علمائے بلاغت اِس معاملے پر ہم خیال نظر آتے ہیں کہ کلام موضوعاتی واُسلوبیاتی وفنی لحاظ سے اگرچہ عمدہ ہو لیکن صنائع وبدائع کا مناسب موزوں استعمال نہ ہو تو کلام میں شعریت مفقود رہتی ہے۔ اِس کے استعمال کے لیے مہارت تامہ واعتدال ضروری ہے؛ وگرنہ کلام مُہمل ہو جائے گا۔ لفظ اور معنی کے تعلق کے ضمن میں یاد رہے کہ دونوں کی اہمیت مسلّم ہے؛ اگرچہ معنی پہلے اور لفظ بعد میں ہے۔ اگر لفظ و معنی میں گہری ہم آہنگی ہو گی تو کلام میں حُسن وتاثیر پیدا ہو گی۔ علمِ بدیع کی دو اقسام ہیں:

1۔ صنائع معنوی

2۔ صنائع لفظی

دونوں کا مقصد تخلیقِ حُسن ہے۔ صنائع معنوی سے مُراد وہ صنعتیں ہیں جو معانی میں حُسن پیدا کرتی ہیں۔ جب کہ صنائع لفظی سے کلام کے ظاہری حُسن میں اضافہ ہوتا ہے۔ علمِ بلاغت کی کتب میں صنعتوں کی تعداد مختلف ہے۔ اُردو میں علمِ بدیع کے حوالے سے "بحر الفصاحت" (جو دو جلدوں میں ہے) مفصل ترین واہم تالیف ہے۔ اِس میں ایک سو اُنیس صنائع (لفظی و معنوی) ہیں۔ "البدیع" میں سب سے کم یعنی سنتالیس صنائع (لفظی و معنوی) ہیں۔ صنعتوں کی تعداد میں اُلجھنا 'فعل عبث' ہے؛ صرف اُن صنائع کا ذکر ہونا چاہیے جو حقیقیت میں بدیع کے منصب کو پورا کریں اور کلام میں حُسن کا باعث بنیں۔

اِس آرٹیکل اِن کی نعتیہ شاعری کا علمِ بدیع کے تناظر میں جائزہ لیا گیا ہے۔ معظمؔ کی نعوت میں بہت سی صنعتیں موجود ہیں۔ اِس آرٹیکل میں سب کا تذکرہ ناممکن ہے؛ سو چند صنائع معنوی ولفظی درج ذیل ہیں:۔

صنعتِ مراعاۃ النظیر:

"صنعت مراعاۃ النظیر، اِس طرح پر ہے کہ کئی چیزیں ایسے کلام میں مندرج ہوں کہ اُن کی باہم مناسبت ہو، جیسے باغ، گلشن، بلبل، نرگس اور نسرین۔"(2)

اِس صنعت میں ایک ہی قبیل کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں، لیکن اُن میں تضاد / تقابل کی کیفیت نہ ہو۔ دوسرے لفظوں میں اِس میں گروہی الفاظ کا استعمال ہوتا ہے۔ اِسے صنعت توفیق اور تناسب بھی کہتے ہیں۔

اِن کے کلام میں اِس صنعت کی بہت سی مثالیں موجود ہیں:

؎ وہیں نجوم ومہ ومہر کا گھراؤ ہے

جہاں پہ نافہ سرکار کا پڑاؤ ہے (3)

پہلے مصرعے میں یہ صنعت موجود ہے؛ اگرچہ دانستہ طور پر آئی ہے؛ لیکن نہایت قرینے سے برتی گئی ہے۔ اِس سے شعر کے معنوی حُسن میں اضافہ ہوا ہے۔ اگر غور کریں تو اِس میں صنعت ارصاد بھی موجود ہے جو غیر اِرادی کاوش محسوس ہوتی ہے۔ صنعت ذوقافتین اور صنعت ترافق بھی موجود ہے۔

؎ حالِ بلبل کا ابھی تک نہ سُنایا گل کو

ہم تری نامہ بری باد صبا مان گئے (4)

اِس شعر میں "بلبل، گل اور بادِ صبا" کے الفاظ صنعت مراعاۃ النظیر کی نشان دہی کر رہے ہیں۔ اِس سے شعر کی معنویت میں اضافہ ہوا ہے۔ اِس کے ساتھ صنعت تجسیم (ہوا کا پیغام لے کر جانا) کا استعمال نادانستہ محسوس ہوتا ہے۔ اِس کے علاوہ ذوالقوافی اور ترافق بھی موجود ہے۔ اگر شعر میں ایک سے زیادہ صنعتیں آجائیں تو اُسے صنعتِ ابداع کہہ سکتے ہیں۔ یہ صفتِ نسبتی کی طرح ہے اور شاعرانہ مہارت کو ظاہر کرتی ہے۔

صنعتِ تضاد:

اگر کلام میں دو یا زیادہ ایسے لفظ آجائیں؛ جن میں تضاد کی کیفیت / تعلق ہو اُسے صنعت تضاد کہتے ہیں۔ اِسے طباق، تکافو، تطبیق اور مطابقت بھی کہتے ہیں۔ اِس کی دو بنیادی اقسام (تضادِ ایجابی اور تضادِ سلبی) ہیں۔ معظمؔ کے کلام میں دونوں صنعتیں موجود ہیں:

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No.1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

؎ کیا ترے وصفوں کے جامع ہوں صغیر اور کبیر
تجھ کو میں مَروی ظاہر سے بھی اونچا لکھوں (5)

درج بالا شعر میں "تضادِ ایجابی" کی عمدہ مثال ہے۔ پہلے مصرعے میں "صغیر اور کبیر" میں یہ دانستہ طور پر آئی ہے۔ دوسرے مصرعے کے آغاز میں اِس کا استعمال غیر شعوری معلوم ہوتا ہے۔

؎ شاہ کو دیکھا نہیں، پر یہ تو ہے
اُن کی چشمِ ناز کا دیکھا ہوں میں (6)

اِس شعر کے پہلے مصرعے میں "دیکھا نہیں" اور دوسرے مصرعے کے آخر میں "دیکھا" میں عمدہ: تضادِ سلبی" موجود ہے۔ اِسی نعت کے تیسرے شعر میں بھی "دیکھ، نہ دیکھ" سے یہ صنعت پیدا ہو رہی ہے۔ انھوں نے متضاد الفاظ کا استعمال بہت قرینے سے کیا ہے۔ اِس سے کلام میں حُسن پیدا ہوا ہے۔

صنعتِ حُسنِ تعلیل:

"حُسنِ تعلیل سے مراد یہ ہے کہ کسی امر کی حقیقی علت نہ بیان کر کے ظاہری اور پسندیدہ علت بیان کی جائے۔"(7)

کلام میں کسی واقعہ کی شاعرانہ دلیل پیش کرنے کو حُسنِ تعلیل کہتے ہیں؛ یہ یاد رہے کہ وجہ اصل نہیں ہوتی لیکن دِل موہ لینے والی ہوتی ہے۔

؎ تمہاری زُلف جو چھائی ہے یا رسول اللہ
نثار ہونے شب آئی ہے یا رسول اللہ (8)

؎ چہرے پہ نچھاور ہونے کو سنورے ہیں نجوم و شمس و قمر
اور زلف کو چومنے چھائی ہے رحمت کی گھٹا معراج کی شب (9)

درج بالا شعروں میں حُسن تعلیل کو خوب صورتی سے نبھایا گیا ہے۔ اِس سے کلام کے معنوی حُسن میں اضافہ ہوا ہے۔ دوسرے شعر میں "معراج کی شب" تلمیحِ قرآنی بھی ہے۔

صنعتِ تنسیق الصفات:

"موصوف ایک ہو لیکن کئی صنعتیں اُس کی متواتر بیان کی جائیں۔"(10)

اگر کلام میں کسی شخصیت یا شے کی مسلسل مثبت یا منفی صفات بیان کی جائیں تو اُسے صنعت تنسیق الصفات کہتے ہیں۔ نجم الغنی نے اِسے صنائع لفظی میں شامل کیا ہے۔ یہ مزاج کے اعتبار سے صنائع معنوی سے تعلق رکھتی ہے۔ "تسہیل البلاغت" اور "اُردو شاعری میں صنائع بدائع" میں یہ صنائع معنوی میں شامل ہے۔

؎ تمہارے قد و دَہن اور زلف کیا کہنا
کہ جن کی شاں میں الف، میم، لام کیا کیا ہے؟ (11)

؎ وہ انفس و رؤوف و رحیم و شفیق ہیں
ہے شاہدِ عَدل لقد جاءکم رسول (12)

شعر اول کے پہلے مصرعے "قد، دہن، زلف" میں صنعتِ تنسیق الصفات موجود ہے۔ اِس میں صنعت تلمیح اور استفہام بھی ہے۔ دوسرے شعر کے پہلے مصرعہ میں حضور اکرمؐ خاتم النبیینؐ کے چار اوصاف حمیدہ مذکور ہیں۔ جن سے "تنسیق الصفات" کا ظہور ہوا ہے۔ اِس سے کلام کی معنویت میں اضافہ ہوا ہے۔ دوسرے مصرعہ میں صنعتِ تلمیح بھی ہے۔

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No.1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

صنعتِ تجرید:

"یہ صنعت اِس طرح ہے کہ ایک شے ذی صفت سے ایک اور شے اِسی طرح کی ذی صفت حاصل کریں اور غرض اِس سے مبالغہ ہوتا ہے، تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ وہ پہلی شے اِس صفت میں ایسی کامل ہے کہ اِس سے ایک اور شے اِسی طرح کی حاصل ہو سکتی ہے۔"(13)

اِس صنعت کا مقصد مبالغہ سے کلام میں حُسن و تاثیر پیدا کرنا ہے۔اِس کی سات صورتیں ہیں۔

؎ چہرہ لوح، ترے نورِ جبیں سے چمکا

تن پہ پہنے ہے ترے فیض کا جامہ خامہ(14)

؎ سورج نے کہا یونہی نہیں ہے مری گردش

اُس نور کا نقشِ کفِ پا ڈھونڈ رہا ہوں(15)

درج بالا دونوں شعروں میں نہایت قرینے سے صنعت تجرید کا استعمال کیا گیا ہے؛ جو ذوق پہ منحصر ہے۔دوسرے شعر میں "سہلِ ممتنع" بھی موجود ہے۔صنعتِ تلمیح دونوں میں استعمال ہوئی ہے۔اِن کے کلام میں تلمیح کی مختلف صورتیں بھی موجود ہیں۔

صنعتِ لف و نشر:

"اوّل چند چیزوں کا ذکر کریں، پھر اُن کے مناسب اِسی قدر چیزوں کو بیان کریں۔" (16)

صنعت کے عنوان سے ظاہر ہے کہ لف (لپیٹنا) اور نشر (پھیلانا) یعنی شعر میں پہلے چند اشیا کا ذکر کرنا اور پھر اُن کے مُناسبات بیان کرنے کو "لف و نشر" کہتے ہیں۔اِس کی تین اقسام ہیں۔اِن کی نعوت میں اِس کی ساری صورتیں موجود ہیں۔

؎ لبان و عارض و گیسو کے نعت خوانوں میں

گلاب، لعل، دَمِ صبح، شام کیا کیا ہے (17)

؎ قرآن کیا حفظ ترے مُصحفِ رُخ سے

اور مُصحفِ رُخ کو ترے قرآں سے نکالا (18)

درج بالا پہلے شعر میں "لف و نشر مرتب" جب کہ دوسرے شعر میں "لف و نشر غیر مرتب" عمدگی سے برتی گئی ہے۔اِس سے کلام کی معنویت میں اضافہ ہوا ہے۔

صنعتِ جمع:

"دو یا زیادہ چیزوں کو ایک حکم میں جمع کرنا اصطلاح میں جمع کہلاتا ہے۔" (19)

؎ یہ کائنات بنی اور بزمِ حشر سجی

ہوا تمہارے لیے اہتمام کیا کیا ہے؟ (20)

؎ ہر ایک بوسہ پا کی خوشی میں جھوم اُٹھا

اُحد پہاڑ ہو، ناقہ ہو یا براق فِدا ک(21)

یہ صنائع معنوی کی اہم صنعت ہے۔ معظمؔ نے نہایت مہارت سے، اِس کے استعمال سے، شعر کے حُسن میں اضافہ کیا ہے۔

صنعتِ تفریق:

شعر میں دو چیزوں فرق ظاہر کرنے کو صنعت تفریق کہتے ہیں۔بشرطیہ کہ دونوں چیزیں ایک قبیل کی ہوں۔جیسے:

؎ اُڑتا ہوں پر نعت سے افلاکِ سخن پر

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No.1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

اوروں سے الگ ہے مری پرواز کا انداز (22)

اِس شعر میں معظمؔ نے اپنا اور دیگر شعراء کے کلام میں فرق ظاہر کیا ہے۔

؎ مرتے ہیں سگِ شاہ پہ دنیا و زر و جاہ

مرتا ہے سگِ دنیا سدا دام و درم پر (23)

یہاں شاعر نے سگِ شاہ اور سگِ دنیا میں فرق ظاہر کیا ہے۔ جیسے ایک کتا اصحابِ کہف کا بھی ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ یہ دوسرے کتوں سے منفرد ہے۔

اِن کی نعتیہ شاعری میں صنائع لفظی کی بیشتر صورتیں موجود ہیں۔ چند درج ذیل ہیں:۔

صنعت تجنیس:

دو لفظ جو پڑھنے یا لکھنے میں ایک جیسے اور معانی میں مختلف ہوں اُسے تجنیس کہتے ہیں۔ بحر الفصاحت میں اِس کی گیارہ اقسام ہیں۔

معظمؔ کی نعوت میں اِس کی مختلف صورتیں موجود ہیں:

؎ قاسمِ حرف نے جاگیریں سُخن کی بخشیں

عرض کی جس نے کسی اَرضِ بیاں کی خواہش (24)

اِس شعر میں "عرض" اور "ارض" سے صنعت تجنیس مضارع الصوت والا دل پیدا ہو رہی ہے۔ اس سے شعر کے خارجی حسن میں اضافہ ہوا ہے۔ تجنیس مضارع کی تین صورتیں ہیں۔ مثلاً: "لعل" اور "لال" میں تجنیس مضارع الصوت والا وسط ہے۔ "دانا" اور "دانہ" میں تجنیس مضارع والصوت والآخر ہے۔

؎ ہمیشہ جانبِ حُسن عمل روانہ کیا

کبھی برائی کی تو نے شہا! روانہ کیا (25)

پہلے مصرعہ میں "روانہ" سے مراد راغب ہونا ہے؛ جب کہ دوسرے مصرعہ میں "روانہ" سے مراد گوارا نہ کیا۔ یہ شعر تجنیس مرکب مفروق کی بہترین مثال ہے۔

اِن کی نعوت سے تجنیس کی تمام مثالیں دی جا سکتی ہیں لیکن آرٹیکل کی حد بندی کے پیشِ نظر انھی پر اکتفا کیا جا رہا ہے۔

صنعت اشتقاق:

کلام میں دو یا زیادہ ایسے الفاظ لانا جن کا ماخذ / مادہ ایک ہو اُسے صنعت اشتقاق کہتے ہیں۔ مثلاً:

؎ مالک الملک کی اَملاک کا مالک ہے وہی

آلِ داؤد کی کل مِلک اِسی کی لکھوں (26)

اِس شعر میں "اَملاک"، "مالک" اور "مِلک" یعنی تینوں ایک ہی مادہ سے مشتق ہیں۔ اس سے شعر کی خوب صورتی میں اضافہ ہوا ہے۔

؎ دیکھنے والے تِکن دیکھی نہ دیکھ!

دیکھ کس کی دیکھ کا دیکھا ہوں میں (27)

یہ شعر صنعت اشتقاق کی بہترین مثال ہے۔ یہاں "دیکھنے، دیکھ، دیکھی اور دیکھا" مصدر "دیکھنا" سے ہیں۔ اگر غور کریں تو اِس میں تضادِ سلبی اور لزوم مالا یلزم بھی موجود ہے

صنعتِ شُبہ اشتقاق:

کلام میں کم از کم دو لفظ ایسے محسوس ہوں کہ اِن کا مادہ ایک ہے؛ لیکن حقیقیت میں ایسا نہ ہو اُسے صنعت شُبہ اشتقاق کہتے ہیں۔ جیسے:

؎ ہے حقیقت میں شہا! تیری حقیقت کا وُجود

اور باقی تو فسانہ ہے فسوں ہے یوں ہے (28)

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No.1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

یہاں "فسانہ" اور "فسوں" سے شُبہ اشتقاق پیدا ہو رہی ہے۔ یہ شعر اس صنعت کی بہترین مثال ہے۔ دوسرے مصرعے میں تکرار مع الوسائط بھی موجود ہے۔

؎ جو باندھ لے ہر اِک بلا جو بال بال لے بچا

یہ کس کے سر کا بال ہے کمال ہے کمال ہے (29)

مصرع اوّل میں "بلا" اور مصرع ثانی میں "بال" میں شُبہ اشتقاق موجود ہے۔ اِس نعت کے پہلے شعر کے مصرع ثانی میں "جمال" اور "کمال" میں یہ صنعت موجود ہے۔ اِسی نعت کے چوتھے شعر کے مصرع اوّل میں "لب" اور "بلب" میں بھی شُبہ اشتقاق ہے۔

صنعتِ سیاق الاعداد:

اگر کلام میں کم از کم دو عدد ترتیب یا بلا ترتیب آجائیں تو اُسے سیاق الاعداد یا سیاقۃ الاعداد کہتے ہیں۔ معظمؔ کے کلام میں اِس کا استعمال بھی خوب صورت انداز سے کیا گیا ہے۔

؎ وہ ہوں تین سو تیرہ یا ہوں بہتر

سبھی پر عنایت کا یَد بانوے ہے (30)

یہ شعر صنعت سیاق الاعداد کی بہترین مثال ہے۔

؎ معظمؔ کو کیسے کوئی صفر کرے

کہ جب اِس پہ دستِ مدد بانوے ہے (31)

حُروفِ ابجد کے اعتبار سے لفظ "محمدؐ" کے اعداد "بانوے" بنتے ہیں۔

پہلے شعر کے مصرع اوّل میں صنعت تاریخ بھی موجود ہے۔ یہ نعت نو اشعار پر مشتمل ہے؛ اور ہر شعر میں سیاق الاعداد موجود ہے۔

صنعتِ ترصیع:

اگر شعر میں تمام الفاظ ہم قافیہ و ہم وزن ہوں تو اُسے صنعت ترصیع کہتے ہیں۔ اِس سے شعر میں ترنم پیدا ہوتا ہے۔ یہ کلام میں دانستہ استعمال ہوتی ہے، جو کہ ریاضت طلب کام ہے۔ اِن کی نعوت میں اِس صنعت کا استعمال خوب صورت انداز میں ہوا ہے۔ مثلاً:

؎ آپؐ کی ذات ہے افکار و خبر سے آگے

آپؐ کی نعت ہے گفتار و ہنر سے آگے (32)

؎ نام ترا تسکینِ دل ہے

ذکر ترا تسکینِ دل ہے (33)

دونوں شعر صنعتِ ترصیع کی کامل مثال ہیں۔

صنعتِ غیر منقوط:

اگر شعر یا عبارت میں تمام الفاظ بغیر نقاط کے ہوں اُسے مُہملہ یا غیر منقوط کہتے ہیں۔ اِن کے کلام میں اِس کی بہت عمدہ مثالیں موجود ہیں:

؎ ہو گے علومِ لوح سے محرم، لکھا کرو

ہر لمحہ اسمِ سرورِ عالم لکھا کرو

؎ کوئی کہاں احاطہ کرے اُس کے علم کا؟

اللہ کے سِوا اُسے اَعلَم لکھا کرو (34)

یہ نعت دس اشعار پر مشتمل ہے اور تمام اشعار میں صنعت غیر منقوط موجود ہے۔

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No.1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

صنعتِ منقوط:

اگر شعر میں تمام لفظ نقطہ دار ہوں تو اُسے صنعتِ منقوط کہتے ہیں مثلاً:

؎ موجِ اجابت، اوجِ نجابت

جانِ تمنا، فارقلیطا (35)

؎ جو سامنے رُخِ نور حضورؐ آجائے

زباں پہ آیہ قد جاءنور آجائے (36)

درج بالا دونوں شعروں میں کوئی لفظ غیر منقوط نہیں ہے؛ یعنی سب نقطہ دار ہیں؛ اور اِس صنعت کی بہترین مثال ہیں۔ اِن کے کلام میں بہت سی صنعتیں موجود ہیں۔ سب کا ذکر اِس آرٹیکل میں ممکن نہیں ہے۔

حوالہ جات:

1۔ شمس الدین فقیر، حدائق البلاغت، مترجم: امام بخش صہبائی، مرتبہ: ڈاکٹر مزمل حسین، فیصل آباد: مثال پبلشر، 2009ء، ص117

2۔ ایضاً، ص123

3۔ معظم سدا معظمؔ، سجودِ قلم، لاہور: نعت آشنا پبلی کیشنز، 2022ء، ص268

4۔ معظم سدا معظمؔ، فِداک، لاہور: نعت آشنا پبلی کیشنز، 2025ء، ص104

5۔ سجودِ قلم، ص202

6۔ فداک، ص66

7۔ وہاب اشرفی، پروفیسر، تفہیم البلاغت، دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، 1999ء، ص119

8۔ سجودِ قلم، ص240

9۔ ایضاً، ص91

10۔ محمد سجاد مرزا بیگ، دہلوی، تسہیل البلاغت، حیدرآباد: نظام دکن پریس، 1339ء، ص161

11۔ سجودِ قلم، ص260

12۔ ایضاً، ص183

13۔ عابد علی عابد، پروفیسر، البدیع، لاہور: سنگِ میل، پبلی کیشن، 2020ء، ص200

14۔ سجودِ قلم، ص248

15۔ فداک، ص114

16۔ مزمل حسین، ڈاکٹر، اسلام آباد: اُردو میں علم بیان اور علم بدیع کے مباحث ادارہ فروغِ قومی زبان، 2025ء، ص163

17۔ سجودِ قلم، 260

18۔ فداک، ص81

19۔ مرزا محمد عسکری، بی۔اے، لکھنو: آئینہ بلاغت، صدیق بک ڈپو، 1937ء، ص88

20۔ سجودِ قلم، ص261

21۔ فِداک، ص99

22۔ ایضاً، ص169

23۔ ایضاً، ص154

24۔ ایضاً، ص85

25۔ سجودِ قلم، ص67

26۔ ایضاً، ص219

27۔ فداک، ص65

28۔ سجودِ قلم، ص274

29۔ فِداک، ص123

30۔ ایضاً، ص121

31۔ ایضاً، ص122

32۔ ایضاً، ص155

33۔ ایضاً، ص177

34۔ سجودِ قلم، ص233

35۔ فداک، ص117

36۔ ایضاً، ص145